اسلام کی حقیقت

اور

سنت و بدعت کی وضاحت

- سنت پر چلنے کے فضائل احادیث کی روشنی میں
- تارکِ سنت و بدعتی کی مذمت
- کرنے اور نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں
- محرم کی حلیم کی اور ربیع الاول کے حلوے
- ماہِ صفر اور غلط عقائد و نظریات
- میلاد اور سیرت میں فرق اور محفلِ میلاد کی ابتداء تاریخ
- ماہِ رجب اور کونڈوں کا حکم
- شبِ معراج اور چند غلط نظریات
- ایصالِ ثواب کے لئے مہینہ، دن اور وقت کی تخصیص
- ایصالِ ثواب کی صحیح اور بہترین صورتیں

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم

خلیفۂ مجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ رشید

حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم کی چند کتابیں

- پانچ مسائل (متعلق بریلویت)
- غیر مقلدین کا اصلی چہرہ ان کی اپنی تحریرات کے آئینہ میں
- تراویح، فضائل، مسائل، تعداد رکعت
- حیلۂ اسقاط اور دُعا بعد نمازِ جنازہ
- اولاد اور والدین کے حقوق
- قربانی اور عیدین کے ضروری مسائل
- امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات
- احکام حیض و نفاس و استحاضہ مع حج و عمرہ میں خواتین کے مسائل مخصوصہ
- درس ارشاد الصرف
- طلاق ثلاث
- منفرد اور مقتدی کی نماز اور قرآءۃ کا حکم
- خواتین کا اصلی زیور ستر اور پردہ ہے
- عباد الرحمٰن کے اوصاف
- استشارہ (مشورہ) و استخارہ کی اہمیت
- آٹھ مسائل
- اصلی زینت

ناشر جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدنی کالونی، گریکس ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی

فون: 021-38259811 موبائل: 0333-2226051

اسلام کی حقیقت

اور

سنت و بدعت کی وضاحت

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل احادیث کی روشنی میں
(۲) تارکِ سنت و بدعتی کی مذمت
(۳) کرنے اور نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں
(۴) محرم کی حلیم کی اور ربیع الاول کے حلوے
(۵) ماہِ صفر اور غلط عقائد ونظریات
(۶) میلاد اور سیرت میں فرق اور محفلِ میلاد کی ابتداء تاریخ
(۷) ماہِ رجب اور کونڈوں کا حکم
(۸) شبِ معراج اور چند غلط نظریات
(۹) ایصالِ ثواب کے لئے مہینہ، دن اور وقت کی تخصیص
(۱۰) ایصالِ ثواب کی صحیح اور بہترین صورتیں ؛

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱	سنت پر چلنے کے فضائل اور تارکِ سنت و بدعتی کے لئے وعیدیں	۱
۲	بدعت کی مذمت حضراتِ صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے	۱۰
۳	سنت و بدعت کا مفہوم	۱۳
۴	دین اسلام کی حقیقت	۱۳
۵	کرنے کے کاموں کی تین صورتیں	۱۳
۶	نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں	۱۴
۷	(۳) دلائل اور قارئین سے فیصلے کا مطالبہ	۱۶
۸	فیصلہ خود کیجئے	۱۷
۹	ماہِ محرم میں حلیم کھانے کھلانے کا حکم	۱۷
۱۰	ماہِ صفر میں غلط عقائد ونظریات	۲۰
۱۱	ماہِ ربیع الاول میں محفلِ میلاد کا حکم	۲۱
۱۲	محفلِ میلاد اور سیرت میں فرق	۲۳
۱۳	محفلِ میلاد کی تاریخ	۲۴
۱۴	ماہِ رجب کے کونڈوں کا حکم	۲۵
۱۵	۲۷ رجب کا روزہ	۲۶
۱۶	شبِ معراج اور اس سے متعلق چند غلط نظریات	۲۶
۱۷	حلیم اور حلوے وغیرہ طعام کے ایصالِ ثواب کے لئے محرم و ربیع الاول کی تخصیص بدعت ہے	۲۸
۱۸	ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں	۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اختصار کے ساتھ درج ذیل امور پیش کیے جاتے ہیں، احباب سے گزارش ہے کہ بنگاہِ انصاف ان کو پڑھیے اور عمل کی کوشش کیجیے۔

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل اور سنت چھوڑ کر بدعت پر چلنے کی وعیدیں۔

(۲) سنت وبدعت کا مفہوم وتعریف۔

(۳) دلائل وقارئین سے خود فیصلہ کی درخواست۔

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل اور تارکِ سنت وبدعتی کے لئے وعیدیں

﴿حدیث نمبر ۱﴾ عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الا مور محدثاتها وكل بدعة ضلالة. رواه مسلم (مشكوة، ص۲۷ ط: قديمی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے (ایک خطبہ میں) ارشاد فرمایا "بعد ازاں جاننا چاہیے بے شک سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی بات ہے اور سب سے بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور سب سے بدترین چیز وہ ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو، اور ہر بدعت (اپنی طرف سے دین میں پیدا کی ہوئی نئی بات) گمراہی ہے۔

فائدہ: اتنی بہترین سیرت کے اپنانے کا ہم آج عہد کریں اور سچے غلام بنیں۔

﴿حدیث نمبر ۲﴾ وعن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ ابغض الناس الى الله ثلاثة ملحد فى الحرم و مبتغ فى الاسلام سنة الجاهلية ومطلب دم امرئ مسلم بغير حق ليهريق دمه. رواه البخارى (مشكوة ص۲۷، ط: قديمی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض (وہ لوگ جن سے خدا سخت ناراض ہے) تین ہیں:

۱۔ حرم میں کجروی کرنے والا، ۲۔ اسلام میں ایامِ جاہلیت کے طریقوں کو ڈھونڈنے والا، ۳۔ کسی مسلمان کے خونِ ناحق کا طلب گار، تاکہ اس کے خون کو بہائے۔

﴿حدیث نمبر ۳﴾ وعن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ كل امتى يد خلون الجنة الا من ابى قيل ومن ابى قال من اطاعنى دخل الجنة ومن عصانى فقد ابى. رواه البخارى (مشكوة ص۲۷، ط: قديمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص جس نے انکار کیا (اور سرکشی کی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا) پوچھا گیا "وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا اور سرکشی کی۔

فائدہ: سنت پر چلنے میں دخولِ جنت کا وعدہ ہے اور سنت کے خلاف چلنے والے کو "ابٰـــی" (جس نے انکار کیا) میں داخل کر کے جنت سے محرومی کی وعید سنائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿حدیث نمبر ٤﴾ وعن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما من نبى بعثه الله فى امته قبلى الا كان له فى امته حواريون و اصحاب يأ خذون بسنته و يقتدون بامره ثم انها تخلف من بعد هم خلوف يقولون مالا يفعلون ويفعلون مالا يؤمرون فمن جاهدهم بيد ه فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن وليس ورآء ذلك من الايمان حبة خردل. رواه مسلم.

(مشكوة، ص۲۸، ۲۹، ط: قديمی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مجھ سے پہلے کسی قوم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے مددگار اور دوست اسی قوم سے نہ ہوں

جواس (نبی) کے طریقے کو اختیار کرتے اور اسکے احکام کی پیروی کرتے پھران (دوست اور مددگار) کے بعد ایسے ناخلف (نالائق) لوگ پیدا ہوتے جولوگوں سے ایسی بات کہتے جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا انہیں حکم نہیں ملا تھا (جیسے کہ علماء سوء اور جاہل امراء و سرداروں کا طریقہ ہے) لہٰذا (تم میں سے) جوشخص ان لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور جوشخص ان لوگوں سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے اور جوشخص ان لوگوں سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور اسکے علاوہ (جوشخص ان کے خلاف اتنا بھی نہ کرسکے اُس) میں رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

فائدہ : نافرمانوں اور بدعتیوں سے جہاد اوران پر انکار کرنے کو مؤمن کی علامت کہا گیا ہے اور سنت پر چلنے والوں کو حواریین اور مددگار کہا گیا ہے، کتنے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کی مدد اور کام کے لئے چنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ہی خوش نصیب بنائیں۔

﴿حدیث نمبر۵﴾ عن العرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منھا العیون ووجلت منھا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ھذہ موعظۃ مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرًا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ. رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ الا انھما لم یذکر الصلوۃ،مشکوۃ ص ۲۹،۳۰،ط:قدیمی)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر بیٹھ گئے اور ہم کو نہایت مؤثر انداز میں نصیحت کی کہ ہماری آنکھوں

سے آنسو جاری ہوگئے اور دلوں میں خوف پیدا ہوگیا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) گویا (نصیحت کرنے والے کی) یہ آخری نصیحت ہے لہٰذا ہم کو نصیحت فرمادیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اورتم کو مسلمان سرداروں کے) سننے اور بجالانے کی نصیحت کرتا ہوں اگرچہ وہ (سردار) حبشی غلام ہوں، تم میں سے جوشخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ اختلاف بھی دیکھے گا ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم جانو اور اسی طریقے پر بھروسہ رکھو اور اسکو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو اورتم (دین میں) نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو اس لئے کہ ہرنئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مگر اس روایت میں ترمذی اور ابن ماجہ نے نماز پڑھنے کا ذکر نہیں کیا یعنی ان کی روایت میں حدیث کے الفاظ صلی بنا رسول اللہ ﷺ مذکور نہیں ہیں بلکہ حدیث وعظنا موعظۃ سے شروع ہوتی ہے)۔

فائدہ: سیدھا راستہ سنت کا راستہ ہے نہ کہ بدعات کا راستہ، اور یہ وہ راستہ ہے جس پر خیرالقرون کی اکثریت چلی ہے۔ بدعات کا راستہ گمراہی اور بربادی کا راستہ ہے۔

﴿حدیث نمبر۶﴾ وعن عبد اللہ بن عمر وقال قال رسول اللہ ﷺ لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعالما جئت بہ. رواہ فی شرح السنۃ وقال النووی رحمہ اللہ تعالی فی اربعینہ ھذا حدیث صحیح رویناہ فی کتاب الحجۃ باسناد صحیح. مشکوۃ ص ۳۰،ط:قدیمی)

عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مؤمن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز (یعنی دین و شریعت) کے تابع نہیں ہوتیں جس کو میں (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) لایا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث میں کس وضاحت سے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہم اس وقت مؤمن

بنیں گے جب ہماری خواہشات آپ ﷺ کی شریعت کے تابع ہوجائیں......

میرے پیارے دوستو! آیئے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم مہینوں اورایام کو منائیں۔شریعت کے دائرے سے نکل کرمنانے والا انتہائی نقصان میں ہے۔

﴿حدیث نمبر۷﴾ وعن بلال بن الحارث المزنی قال قال رسول الله ﷺ من احیا سنة من سنتی قد امیتت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیئا ومن ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاها الله و رسوله کان علیه من الاثم مثل اٰثام من عمل بها لا ینقص ذلک من اوزارهم شیئا.رواه الترمذی ورواه ابن ماجة عن کثیر بن عبد الله بن عمر و عن ابیه عن جده.

(مشکوة صـ ۳۰،ط:قدیمی)

حضرت بلال بن حارث مزنی ؓ،راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا''جس شخص نے میری کسی ایسی سنت کوزندہ کیا (یعنی رائج کیا) جومیرے بعدچھوڑ دی گئی ہوتو اسکو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس سنت پرعمل کرنے والوں کو ملے گا،بغیراس کے کہ ان (سنت پرعمل کرنے والوں) کےثواب میں کچھ کمی کی جائے گی۔اورجس شخص نے گمراہی کی ایسی کوئی نئی بات (بدعت) نکالی جس سے اللہ تعالیٰ اوراسکا رسول ﷺ خوش نہیں ہوتا (تو) اسکو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس بدعت پرعمل کرنے والوں کوگناہ ہوگا،بغیراسکے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی کی جائے۔

فائدہ: ماشاءاللہ تعالیٰ سنت زندہ کرنے سے کتنا بڑا اجر ملتا ہے کہ بعدمیں اس پر چلنے والوں کا اجر بھی ہمارے کھاتے میں ڈالا جائے گا۔اور بدعت کیسی نحوست ہے کہ اس کے ایجادکرنے والے پران تمام لوگوں کا گناہ بھی پڑے گا جو اس کے بعد اُس بدعت پر عمل کرتے رہیں گے۔

﴿حدیث نمبر۸﴾ وعن انس قال قال رسول الله ﷺ یابنی ان قدرت ان تصبح

وتمسی ولیس فی قلبک غش لا حد فافعل ثم قال یا بنی وذٰلک من سنتی ومن احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة.رواه الترمذی(مشکوة صـ ۳۰،ط:قدیمی)

حضرت انس ؓ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے مجھ سے ارشادفرمایا''اے میرے بیٹے !اگرتم اس پرقدرت رکھتے ہوکہ صبح سے شام تک اس حال میں بسرکروکہ تمہارے دل میں کسی سے کینہ نہ ہوتو ایسا ہی کرو' پھرفرمایا''اے میرے بیٹے!یہ میری سنت ہے،لہٰذا جس شخص نے میری سنت کومحبوب رکھا اس نے مجھ کومحبوب رکھا اورجس نے مجھ کومحبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

فائدہ: کتنا مبارک اعلان ہے......بزبانِ رسالت......کہ سنت سے محبت کواپنی محبت بتا رہے ہیں اورفرمارہے ہیں کہ یہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا......واہ......سنت کا عاشق اور بدعت کا دشمن کتنا خوش نصیب ہے کہ جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

﴿حدیث نمبر۹﴾ وعن غضیف بن الحارث الثمالی قال قال رسول الله ﷺ ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة.رواه احمد،مشکوة صـ ۳۱،ط:قدیمی)

حضرت غضیف بن حارث ثمالی ؓ راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا''جب کوئی قوم (دین میں) نئی بات نکالتی ہے (یعنی ایسی بدعت جوسنت کے مزاحم ہو) تواسکے مثل ایک سنت اٹھالی جاتی ہے لہٰذا سنت کومضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے (یعنی بدعت) سے بہتر ہے۔

فائدہ : سنت وبدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں،جوسنت پر چلے گا،بدعت سے بچے گا اورجوبدعت اختیار کرے گا وہ سنت سے محروم ہوجائے گا۔

﴿حدیث نمبر۱۰﴾ وعن ابراهیم بن میسرة قال قال رسول الله ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام. رواه البیهقی فی شعب الایمان

مرسلا.(مشکوۃ صـ ۳۱ ،ط:قدیمی)

ابراھیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنخضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے (ستون کو) گرادینے میں اس کی مدد کی''۔

فائدہ: دوستو! کتنی بڑی وعید ہے کہ جو بدعتی کی تعظیم کرتا ہے، اسکوسلام کرتا ہے، وہ بھی مجرم ہے کیونکہ اس نے بدعتی کے ساتھ اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت کے ختم کرنے میں مدد کی ہے۔

﴿حدیث نمبر ۱۱﴾ **وعن جابر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنه اتی رسول اللہ ﷺ بنسخة من التوراۃ فقال یا رسول اللہ ھذہ نسخة من التوراۃ فسکت فجعل یقرأ ووجه رسول اللہ ﷺ یتغیر فقال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه ثکلتک الثواکل اما تریٰ مابوجه رسول اللہ ﷺ فنظر عمر الیٰ وجه رسول اللہ ﷺ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسوله رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیاً فقال رسول اللہ ﷺ والذی نفس محمد بیدہ لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سوآء السبیل ولو کان حیاً وادرک نبوتی لاتبعنی. رواہ الدارمی(مشکوۃ صـ ۳۲ ،ط:قدیمی)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے'' آنخضرت ﷺ خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تورات کو) پڑھنا شروع کردیا۔ اِدھر (غصہ سے) آنخضرت ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا (یہ دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''عمر! گم کرنے والیاں تمھیں گم کریں۔ کیا تم آپ ﷺ کے چہرہ اقدس (کے تغیر) کونہیں دیکھتے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ منور کی طرف نظر ڈالی اور (غصہ کے آثار کو دیکھ کر) کہا ''میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اسکے رسول ﷺ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی

ہوں'' آنخضرت ﷺ نے فرمایا ''قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر موسیٰ تمھارے درمیان ظاہر ہوتے پھر تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے (جس کے نتیجے میں) تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہوجاتے اور (حالانکہ) اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میرا زمانۂ نبوت پاتے تو وہ (بھی) یقیناً میری (ہی) پیروی کرتے''۔

فائدہ: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سنت کے خلاف اپنے زمانہ کے صحیح دین پر اب چلنا جائز نہیں، تو ہمارے لئے یہود، نصاریٰ اور ہندوؤں کی رسوم پر چلنے کی کیوں کر اجازت ہو سکتی ہے؟ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ نے گوارا نہ کیا بلکہ غضب ناک ہوئے تو ہمارا کیا منہ ہے کہ سنت چھوڑ کر بدعت کا ارتکاب بھی کرتے رہیں اور پیارے رسول ﷺ کا پیار اور سفارش بھی ملے۔ دوستو! بدعات سے توبہ کرنی چاہیے۔

﴿حدیث نمبر ۱۲﴾ **وعن جابر قال جآءت ملآئکة الی النبی ﷺ وھو نآئم فقالوا ان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا له مثلا قال بعضھم انه نآئم وقال بعضھم ان العین نآئمة و القلب یقظان فقالوا مثله کمثل رجل بنی دارا وجعل فیھا مأدبة وبعث داعیا فمن اجاب الداعی دخل الدار واکل من المأدبة ومن لم یجب الداعی لم یدخل الدار ولم یأکل من المأدبة فقالوا اولوھا له یفقھھا قال بعضھم انه نآئم وقال بعضھم ان العین نآئمة والقلب یقظان فقالو الدار الجنة والداعی محمد فمن اطاع محمدا فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدا فقد عصی اللہ ومحمد فرق بین الناس. رواہ البخاری(مشکوۃ صـ ۲۷ ،ط:قدیمی)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کچھ) فرشتے آنخضرت ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب کہ آپ ﷺ سورہے تھے، فرشتوں نے آپس میں کہا۔ تمھارے اس دوست یعنی آپ ﷺ کے متعلق ایک مثال ہے اس کو ان کے سامنے بیان کرو دوسرے فرشتوں نے کہا۔ وہ تو سوئے ہیں (لہٰذا بیان کرنے سے کیا فائدہ) ان میں سے بعض نے کہا۔ ''بے شک آنکھیں سورہی ہیں

مگر دل تو جاگتا ہے'' پھر اس نے کہا ''ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور لوگوں کے کھانا کھانے کے لئے دستر خوان چنا اور پھر لوگوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا لہٰذا جس نے بلانے والے کی بات کو مان لیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور کھانے کھائے گا اور جس نے بلانے والے کی بات کو قبول نہ کیا وہ نہ گھر میں داخل ہوگا اور نہ کھانا کھائے گا''، یہ سن کر فرشتوں نے آپس میں کہا۔''اس کو (وضاحت کے ساتھ) بیان کرو تاکہ یہ اسے سمجھ لیں''بعض فرشتوں نے کہا (بیان کرنے سے کیا فائدہ کیوں کہ) وہ تو سوئے ہیں۔'' دوسروں نے کہا ''بے شک آنکھیں سو رہی ہیں لیکن دل تو جاگتا ہے'' اور پھر کہا ''گھر سے مراد تو جنت ہے اور بلانے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں جس نے محمد ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ بخاری۔

فائدہ: دیکھیے برادرانِ ما! آپ ﷺ کی سنت کی اہمیت مثال دے کر سمجھائی گئی ہے ......اگر سنت پر چلو گے...... جنت میں داخل ہو جاؤ گے، ورنہ محروم ہی محروم رہو گے۔

﴿حدیث نمبر ١٣﴾ **وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی کمثل رجل استوقد نارا فلما اضآء ت ماحولھا جعل الفراش وھذہ الدواب التی تقع فی النار یقعن فیھا وجعل یحجز ھن ویغلبنہ فیتقحمن فیھا فانا اٰخذ بحجزکم عن النار وانتم تقحمون فیھا. ھذہ روایۃ البخاری ولمسلم نحو ھا وقال فی اٰخرھا قال فذٰلک مثلی ومثلکم انا اٰخذ بحجزکم عن النار ھلم عن النار ھلم عن النار فتغلبونّی تقحمون فیھا. متفق علیہ. (مشکوۃ صـ ٢٨ ط: قدیمی)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے آگ روشن کی چنانچہ جب آگ نے چاروں طرف روشنی پھیلا دی تو پروانے اور دوسرے وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں آ آ کر آگ میں گرنے لگے روشن

کرنے والے شخص نے ان کو روکنا شروع کیا لیکن وہ (نہیں رکتے بلکہ ان کی کوششوں پر) غالب رہتے ہیں اور آگ میں گر پڑتے ہیں اسی طرح میں بھی تمھاری کمریں پکڑ کر تمھیں آگ میں گرنے سے روکتا ہوں اور تم آگ میں گرتے ہو۔'' یہ روایت بخاری کی ہے اور مسلم میں بھی ایسی ہی روایت ہے البتہ مسلم کی روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں ''آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ایسی ہی مثال میری اور تمہاری ہے اور میں تمہاری کمریں پکڑے ہوں کہ تمھیں آگ سے بچاؤں اور یہ کہتا ہوں کہ دوزخ سے بچو میری طرف آؤ، دوزخ سے بچو میری طرف آؤ لیکن مجھ پر تم غالب آتے ہو اور آگ میں گر پڑتے ہو۔

فائدہ: عزیزانِ ما! آپ ﷺ ہمارے کتنے بڑے خیر خواہ ہیں، مثال دے کر سمجھاتے گئے ہیں۔ آیئے ہم بھی سچے عاشقِ رسول ﷺ بن کر سنت پر مر مٹنے والے بنیں، اور بدعات و رسومات کی دلدل سے اپنے کو دور رکھیں۔

﴿حدیث نمبر ١٤﴾ **عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذاما لیس منہ فھو رد. متفق علیہ (مشکوۃ صـ ٢٧ ط: قدیمی)**

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

فائدہ: چونکہ اسلام کامل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے، لہٰذا جو اپنی طرف سے اضافہ کرے گا وہ مردود ہوگا، اور اس پر عمل کرنے والا اور گھڑنے والا دونوں مردود بن جائیں گے۔ اللھم احفظنا منھا

بدعت کی مذمت حضراتِ صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کا ارشاد: ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ''**فعطس رجل من القوم**'' تو قوم میں سے ایک شخص نے چھینک ماری ''**فقال السلام علیکم**'' اور کہا السلام علیکم ''**فقال لہ سالم وعلیک وعلی**

امک ''حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم پر اور تمہاری ماں پر بھی سلام ہو، اس جملہ سے وہ شخص ناراض ہوگیا، حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے کہا ''اما انی لم اقل الا ما قال النبی ﷺ'' بہرحال میں نے صرف وہی کچھ کہا ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے...... ''اذ عطس رجل عند النبی ﷺ فقال السلام علیکم فقال النبی ﷺ علیک وعلی امک'' جب ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس چھینک ماری اور کہا السلام علیکم تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر اور تیری ماں پر ''اذا عطس احد کم فلیقل الحمدللہ رب العالمین'' جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو کہے ''الحمد للہ رب العالمین'' اور جو اسکو سن کر جواب دے، وہ کہے ''یرحمک اللہ'' اور یہ پھر اسکے جواب میں کہے ''یغفر اللہ لی ولکم''۔ رواہ الترمذی وابو داؤد. (مشکوۃ صفحہ ۴۰۶، ط: قدیمی)

فائدہ نمبر۱ : سنت کو چھوڑ کر بدعت کے مرتکب پر کس شدت سے رد فرمایا۔

فائدہ نمبر۲ : چھینکنے والا کیا کہے...... الحمد للہ رب العالمین کہے یا الحمدللہ علی کل حال کہے، یا صرف الحمد للہ کہے...... یہ سب ثابت ہیں...... اور جواب دینے والا یرحمک اللہ کہے اور یہ پھر اسکے جواب میں یغفر اللہ لی ولکم کہے...... یا...... یھدیکم اللہ و یصلح بالکم کہے، دونوں ثابت ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بدعت پر انکار : ایک شخص نے عید کے دن عید کی نماز سے پہلے نفل نماز پڑھنا چاہی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکو منع کیا۔ اس نے کہا ''یا امیر المؤمنین انی اعلم ان اللہ تعالی لا یعذب علی الصلاۃ'' اے امیر المؤمنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر سزا نہ دے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''وانی اعلم ان اللہ تعالیٰ لا یثیب علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ ﷺ او یحث علیہ'' اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی فعل پر ثواب نہ دے گا جب تک کہ اس فعل کو جناب رسول ﷺ نے

کیا نہ ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو ''فتکون صلاتک عبثاً'' پس تیری یہ نماز عبث ہو گئی ''والعبث حرام'' اور فعل عبث حرام ہے ''فلعلہ تعالی یعذبک بہ لمخالفتک لرسولہ ﷺ'' اور شاید کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔

(شرح مجمع البحرین، الجنۃ ۱۶۵، نظم البیان صفحہ ۳۷، بحوالہ المنہاج ۱۳۹)

فائدہ : کیا آج کل کھانے پینے اور دوسرے امور سے متعلق جو بدعات ہو رہی ہیں یہ آپ ﷺ سے ثابت ہیں؟...... نہیں، بلکہ یہ بھی عبث، ناجائز اور مخالفتِ رسول ﷺ کی وجہ سے قابلِ مؤاخذہ و سزا ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا، اس نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا ''یا ابا محمد ایعذبنی اللہ علی الصلاۃ؟'' اے ابو محمد! کیا مجھے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا؟ ''قال لا'' فرمایا نہیں ''ولکن یعذبک بخلاف السنۃ'' لیکن تجھے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔

فائدہ: دیکھیے! نماز اچھی چیز ہے، اسی طرح صدقات، خیرات سب اعمالِ خیر ہیں لیکن اگر سنت کی خلاف ورزی ہوگئی تو پھر ان پر بھی سزا ملے گی۔

امام دارالہجرۃ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فرماتے ہیں: ''من ابتدع فی الاسلام بدعۃ یراھا حسنۃ'' جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے ''فقد زعم ان محمداً ﷺ خان الرسالۃ لأن اللہ تعالیٰ یقول الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ فمالم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دیناً'' تو گویا اس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے ادائیگی رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا...... الایۃ...... پس جو چیز اس

وقت دین نہ تھی آج بھی ہرگز دین نہیں ہوسکتی۔ (کتاب الاعتصام ۱/ ۴۷، جلد۲/ ۱۵۰، للشاطبی بحوالہ المنہاج الواضح صفحہ ۱۶)

(۲) سنت وبدعت کا مفہوم

جوعمل آپ ﷺ یا خلفائے راشدین وصحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول یا فعل یا تقریر سے ثابت ہے وہ سنت ......اور جو ثابت نہیں وہ بدعت وگمراہی......

دینِ اسلام کی حقیقت

وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب. [الحشر : ۷]

دین اسلام کی حقیقت دو چیزیں ہیں۔

(۱) آپ ﷺ نے جو کرنے کے کام دیئے ہیں وہ کیے جائیں۔

(۲) جو نہ کرنے کے کام دیے وہ چھوڑے جائیں۔

ان دو کے خلاف کرنا اسلام کا راستہ نہیں بلکہ بدعت وگمراہی ہے۔

برادرانِ محترم! آپ ﷺ نے جو کرنے یا نہ کرنے کے کام بتلائے ہیں، ہر ایک کی تین تین صورتیں ہیں۔

کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۱) زبان وقول سے بتلائے : جیسے ابواُسَید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو یہ دعا پڑھے **اللھم افتح لی ابواب رحمتک** اور جب نکلے تو پڑھے **اللھم انی اسئلک من فضلک**۔ مسلم۔

(مشکوۃ ص۶۸، ط: قدیمی)۔

اس حدیث میں قول وزبان سے یہ دعائیں بتلائیں کہ ان کو پڑھا کرو یہ کرنے کے کام ہیں۔

(۲) عمل سے بتلائے : جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے وضوء کیا

پس ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا پھر بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا الخ، بخاری مسلم۔

(مشکوۃ ۳۹، ط: قدیمی)

اس حدیث میں آپ ﷺ کے عمل کا بیان ہے کہ وضوء میں یہ اعضاء تین مرتبہ دھویا کرتے تھے، گویا عمل کے ذریعے بتلایا کہ تین تین بار دھونا سنت ہے اور کرنے کا کام ہے۔

(۳) تقریر سے بتلائے : یعنی کوئی صحابی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام کرے اور آپ ﷺ اس پر خاموش رہیں اس کو تقریر کہتے ہیں اور یہ اس کام کے جائز اور اچھے ہونے کی دلیل ہے۔ اگر ناجائز ہوتا تو آپ ﷺ خاموش نہ رہتے بلکہ ضرور منع فرماتے......جیسے رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھا کر **سمع اللہ لمن حمدہ** پڑھا تو ایک شخص نے کہا ''**ربنا ولک الحمد حمداً کثیرا طیبا مبارکا فیہ**'' نماز کے بعد آپ ﷺ نے (اس کو ان کلمات کے پڑھنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ) فرمایا کہ تیس سے زائد فرشتے ان کے لکھنے میں ایک دوسرے سے سبقت کررہے تھے۔ بخاری (مشکوۃ ص۸۲، ط: قدیمی)

اس حدیث میں ان کلمات کی تعلیم قول یا فعل سے آپ ﷺ نے نہیں دی بلکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہ کلمات پڑھ لیے، آپ ﷺ نے سن لیے لیکن منع نہیں فرمایا بلکہ توصیف فرمائی، پتہ چل گیا کہ یہ بھی جائز، مستحب اور کرنے کا کام ہے۔ کبھی کبھی اس کو بھی پڑھنا چاہیے خصوصاً نوافل اور سنن میں اس دعا کا معمول بنانا چاہیے۔

نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۱) زبان وقول سے منع فرمائیں : جیسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کے لیے قبرستان جاتی ہیں اور ان

مردوں پر،جو قبروں کو مسجدیں بناتے ہیں اور قبروں پر چراغاں کرتے ہیں،ابوداؤد،ترمذی،نسائی۔

(مشکوۃ ص۷۱،ط:قدیمی)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ عورتوں کا قبرستان جانا، چراغاں کرنا، ناجائز اور نہ کرنے کے کام ہیں۔

(۲) تقریر سے منع فرمائیں: یعنی کسی نے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ نے دیکھا اور منع فرمایا جیسے حضرت ابوبکرۃ ؓ سے روایت ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ رکوع میں تھے چنانچہ صف میں ملنے سے قبل ہی وہ (تکبیر اول کہہ کر) رکوع میں چلے گئے ،آپ ﷺ نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے نیکی پر اور حریص کرے (لیکن آپ) پھر ایسا نہ کرنا۔ (بخاری ۱۰۸،ط:قدیمی)

اس حدیث میں جب حضرت ابوبکرۃ ؓ کا عمل سامنے آیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ آئندہ ایسے نہ کرنا یعنی صف میں ملنے سے پہلے تکبیر کہہ کر نماز شروع نہ کرنا بلکہ صف میں ملنے کے بعد شروع کرنا، پتہ چل گیا کہ اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود، پچھلی صفوں میں کھڑا ہونا ممنوع، ناجائز اور نہ کرنے کا کام ہے۔

(۳) عمل نہ کرکے منع کیا: یعنی جس کام کے کرنے کا موقع تھا اور کرنے سے کوئی مانع نہ تھا، پھر بھی آپ ﷺ نے وہ کام نہ کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کام نہ کرنے کا ہے اور ممنوع و ناجائز ہے جیسے عید کے دن نمازِ عید سے پہلے نفل پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھے، حضرت علی ؓ نے ایک شخص کو عید سے پہلے نفل پڑھنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھے، اگر اچھا کام ہوتا تو ایک آدھ بار ضرور پڑھتے۔

لمحۂ فکریہ : آج کل کہا جاتا ہے کہ اذان سے قبل صلوۃ وسلام پڑھنے، قبر پر اذان دینے، ماہ محرم میں حلیم پکانے، ربیع الاول میں میلاد منانے، حلوہ پکانے، مردے کے پیچھے

تیجہ، جمعراتی، چہلم، جنازہ کے ساتھ جہراً کلمہ شہادت پڑھنا، سنن اور نوافل کے بعد اجتماعی دعا کرنے، مروجہ حیلہ اسقاط کرنے، میت کے سینے پر کلمہ شہادت لکھنے، نمازِ عید اور دوسری پنج وقتہ نمازوں کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنے، قبر میں کیوڑہ چھڑکنے، قبروں اور مزاروں پر پھول اور چادر چڑھانے، تراویح میں ختم قرآن کریم پر مٹھائی تقسیم کرنے پر التزام کرنے، اذان و اقامت پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے، گیارہویں منانے، میلاد میں قیام کرنے، جنازہ کے بعد دعا کرنے، قبروں کو بوسہ دینے اور ان کی مٹی چاٹنے اور ان کے پتھروں کو جسم پر لگانے پھرانے وغیرہ کی ممانعت اور ناجائز ہونے کی دلیل کیا ہے؟

قارئینِ کرام! ان تمام امور کی ممانعت اور بدعت ہونے کی دلیل ''صورت نمبر۳'' ہے۔ انصاف سے سوچیے ان تمام کاموں کے کرنے کا موقع آپ ﷺ، حضرات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین ؒ کو ملا تھا یا نہیں؟ ان کے زمانہ میں یہ مہینے آئے تھے یا نہیں؟ لوگ مرتے تھے یا نہیں؟ پنج وقتہ اذانیں ہوتی تھیں یا نہیں؟ جواب ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ تھا اور ان تمام کاموں کا موقع تھا اور کوئی کرنا چاہتا تو رکاوٹ کوئی نہیں تھی، ان سب کچھ کے باوجود جب خیر القرون میں یہ کام نہ دین و اسلام سمجھے گئے، نہ ہوئے تو آج یہ کیسے دین و اسلام بن گئے۔ جب کہ آج ان کاموں کو مسلمان ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے، اور نہ کرنے والوں کو طعن و تشنیع اور ملامت کی جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من هذه البدعات الشنيعة.

(۴) دلائل اور قارئین سے فیصلے کا مطالبہ

آپ ﷺ نے فرمایا : **علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ. رواه احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجه.**

(مشکوۃ صفحہ۳۰،ط:قدیمی)

میرے طریقے کو اور (میرے بعد) ہدایت یافتہ خلفائے راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان و علی ؓ) کے

طریقے کومضبوط،محکم اورلازم پکڑو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ۷۲فرقے پیدا ہوئے اورمیری امت میں ۷۳ فرقے بنیں گے''**کلھم فی النار الا ملة واحدہ** ''سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے،حضرات صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا''**ما ھی یا رسول اللہ** ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ وہ ناجی فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا''**ما انا علیہ و اصحابی** ''نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جواس راستے پر چلے جس پر میں اورمیرے صحابہ کرام ؓ چلے ہیں،ترمذی۔

(مشکوۃ صفحہ ۳۰،ط:قدیمی)

آپ ﷺ نے فرمایا : ''**خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم** ''(بخاری ومسلم)میری امت کے بہترین لوگ میرے دور کے ہیں (یعنی حضراتِ صحابہ ؓ) پھروہ ہیں جوان کے بعد متصل آنے والے ہیں (یعنی تابعین رحمھم اللہ تعالیٰ) پھر وہ ہیں جوان کے بعد متصل آنے والے ہیں (یعنی تبع تابعین رحمھم اللہ تعالیٰ)۔

فیصلہ خود کیجیے

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ،حضرات صحابہ ؓ اورحضرات تابعین و تبع تابعین رحمھم اللہ تعالیٰ کے ادواراورزمانہ میں ان نفوس قدسیہ نے جو اچھے اور کرنے کے کام تھے اورموقع بھی مل گیا تھا وہ سارے ان حضرات نے کرلیے اورموقع ملنے کے باوجود جو کام نہیں کیے تو سمجھ لیجیے کہ وہ نہ اچھے تھے اورنہ ہی کرنے کے تھے،اس لیے چھوڑ دیے۔

محرم الحرام

حلیم کھانے کھلانے کا حکم

آمدم برسرِ مطلب : مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق اب حلیم کے بارے میں خود فیصلہ کیجیے کہ یہ سنت اورثواب کا کام ہے یا بدعت،گمراہی اورگناہ کا کام ہے۔

آپ ﷺ،حضرات خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام ؓ اورتابعین و تبع تابعین رحمھم اللہ تعالیٰ کی سنت یومِ عاشوراء یعنی دس محرم کوروزہ رکھنا ہے یا حلیم کھانا،کھلانا اوراسکے لیے زبردستی کا چندہ یعنی بھیک مانگنا ہے؟ جواب صحیح حدیث سے باحوالہ سنیے اورعمل کیجیے۔

﴿حدیث نمبر ۱﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ: جب آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ یہود یومِ عاشوراء کا روزہ رکھے ہوئے ہیں تو فرمایا کہ یہ کون سا دن ہے،جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ یہود نے کہا''**ھذا یوم عظیم** ''یہ بہت عظیم اوربڑا دن ہے''**انجی اللہ فیہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ** ''اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کواوران کی قوم کو(فرعون کے ظلم وستم سے)نجات عطا فرمائی اورفرعون کواپنی قوم سمیت غرق فرمایا''**فصامہ موسیٰ شکرا فنحن نصومہ** ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطورِ شکراس دن روزہ رکھا ہم بھی ان کی اتباع میں اس دن کا روزہ رکھتے ہیں''**فقال رسول اللہ ﷺ** ''(اس پر) آپ ﷺ نے فرمایا''**فنحن احق واولی بموسی منکم** ''ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب اورحق دار ہیں''**فصامہ رسول اللہ ﷺ وامر بصیامہ** ''پھر آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور(اپنی امت کو بھی)روزہ رکھنے کا حکم فرمایا،بخاری ومسلم۔

(مشکوۃ ص ۱۸۰،ط:قدیمی)

فیصلہ کیجیے : کیا اس حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ یومِ عاشوراء کو حلیم کھا کر اورکھلا کر خود بھی روزہ چھوڑو اور دوسروں کو بھی چھڑواؤ؟......کیا یہ سنت اور حدیث کے خلاف عمل اور مقابلہ نہیں؟......کیا ہم مسلمان آپ ﷺ کے مشن کو ناکام بنانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں؟......قاعدہ ہے کہ جب بدعت آتی ہے تو سنت اٹھ جاتی ہے، دس محرم کو حلیم کھانے ،کھلانے میں لگ گئے ،سنت جو روزہ تھا اٹھ گیا......آیئے مسلمان بھائیو! آپ ﷺ کی سنت

اورمشن کوروزہ رکھ کراور رکھوا کر وفادار امتی ہونے کا ثبوت دیجیےاور حلیم جیسی بدعات سے اجتناب کا عہد کر کے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کوخوش کیجیے۔

﴿حدیث نمبر ۲﴾ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ افضل الصیام بعد رمضان شھر اللہ المحرم وافضل الصلوۃ بعد الفریضۃ صلوٰۃ اللیل،رواہ مسلم.

(مشکوۃ ص ۱۷۸،ط:قدیمی)

آپ ﷺ نے (اپنی امت کوروزہ رکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے) فرمایا: رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم (کی دس تاریخ) کا روزہ ہے اور فرائض کے بعد (نوافل میں) سب سے افضل نماز رات کی نماز (یعنی تہجد) ہے۔

خود فیصلہ کیجیے

میرے بھائیو! غور تو کیجیے، اس حدیث میں اس مہینہ کو ''شھر اللہ''یعنی اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہا گیا ہے اس مبارک مہینے میں اگر سنت کی فضیلت ہے تو بدعت کا گناہ بھی بہت بڑا ہوگا۔

دیکھیے! آپ ﷺ کس عمل کی فضیلت بیان فرما رہے ہیں؟......حلیم کے لیے بھیک مانگنے اور روزہ چھوڑ کر حلیم کھانے اور کھلانے کی......یا......روزہ رکھنے کی؟ خود فیصلہ کیجیے اور اپنے عمل پر غور کیجیے کہ ہم کس کے دین وشریعت کو اپنا اور پھیلا رہے ہیں؟

﴿حدیث نمبر ۳﴾........ قال رسول اللہ ﷺ ثلث من کل شھر ورمضان الی رمضان فھذا صیام الدھر کلہ صیام یوم عرفۃ احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہ وصیام یوم عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ،رواہ مسلم.(مشکوۃ ص ۱۷۹،ط:قدیمی)

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ماہ تین روزے رکھنا اور ہر رمضان کو روزہ رکھنا (اتنا ثواب ہے جیسے اس نے) ہمیشہ کے لئے پوری زندگی روزے رکھے، اور یومِ عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ، ایک سال پیوستہ (یعنی دوسالوں کے گناہوں) کا کفارہ ہے، اور یومِ عاشورہ کا روزہ

گزشتہ ایک سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔

فائدہ: گناہ سے صغیرہ گناہ مراد ہے، کہ ان روزوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ ﷺ یومِ عاشورہ کے روزے کی ترغیب دے رہے ہیں کہ اس روزہ کو رکھو، تمہارے گناہ معاف ہوجائیں گے اور ہم اس کے برخلاف حلیم کے چکر میں نہ خود روزہ رکھتے ہیں اور نہ دوسروں کو رکھنے دیتے ہیں، سوچیے! حلیم کے چندے، بنانے، کھانے اور کھلانے سے ہم نے پیارے رسول ﷺ کی شریعت کی خدمت کی یا مخالفت؟ سنت پر چلے یا بدعت اور گمراہی پر۔

آئیے......ہم اپنی اَنا اور غرور سے توبہ کا اعلان کر کے آئندہ سنت پر عمل کا عزم کریں۔

ماہِ صفر

غلط عقائد ونظریات

سوال: لوگ ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے ہیں اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مہینہ میں بیماریاں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، کیا یہ خیال اور عقیدہ صحیح ہے؟

جواب: یہ خیال اور نظریہ اسلام سے قبل اہلِ عرب کا تھا جسے اسلام نے باطل کردیا۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ (صفر) مشہور مہینہ ہے جو محرم اور ربیع الاول کے درمیان آتا ہے اور ان لوگوں کا گمان ہے کہ اس ماہ میں بکثرت مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ماہِ صفر میں شریعتِ اسلامیہ نے نزولِ آفات کا انکار کیا ہے۔ (مومن کے ماہ وسال ص:۴۶)

﴿حدیث نمبر ۱﴾ حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ماہِ صفر میں بیماری، نحوست اور بھوت پریت وغیرہ کا کوئی نزول نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم بحوالہ مومن کے ماہ وسال ص:۴۴)

﴿حدیث نمبر ۲﴾ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدشگونی اور ماہِ صفر کی نحوست کوئی چیز نہیں۔

(بخاری بحوالہ مومن کے ماہ وسال)

﴿حدیث نمبر ۳﴾ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیماری، شیطانی گرفت، ستاروں کی گردش اور نحوست کا ماہِ صفر سے کوئی تعلق نہیں۔ (صحیح مسلم بحوالہ مومن کے ماہ وسال)

سوال: من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة کہ جو مجھے ماہِ صفر کے گزرنے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا، یہ حدیث کیسی ہے؟

جواب: یہ انتہائی کمزور روایت ہے۔ اس کی وجہ سے ماہِ صفر کی نحوست پر استدلال کرنا اور مندرجہ بالا صحیح احادیث سے اعراض کرنا بڑا ظلم اور خطرناک گمراہی ہے۔

سوال: بعض علاقوں میں صفر کی آخری بدھ کو مٹھائیاں اور میٹھی روٹیاں خاص طریقہ سے کوٹ کر تقسیم کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے یہ عمل آپ ﷺ کی صحت یابی کی وجہ سے کیا تھا، اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض لوگ یہ شعر بھی پڑھتے ہیں:

آخری چہار شنبہ آیا ہے　　غسلِ صحت نبی نے پایا ہے

جواب: یہ غلط اور من گھڑت بات ہے۔ دوسرے چہارشنبوں (بدھ کے دنوں) کی طرح اس میں بھی کچھ ثابت نہیں۔ ایک استاد نے اپنے شاگرد کو ان اشعار میں اس کی حقیقت سمجھائی:

آخری چہار شنبہ ماہِ صفر　　ہست چوں چہارشنبہ ہائے دیگر
نہ حدیثے درآں وارد　　نہ درو وعید کرد پیغمبر

ترجمہ: ماہِ صفر کا آخری بدھ دوسرے بدھوں کی طرح ہے اس آخری بدھ سے متعلق نہ تو کوئی حدیث آئی ہے اور نہ ہی پیغمبر ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی وعید سنائی ہے۔

ربیع الاول

محفلِ میلاد کا حکم

سوال: محفلِ میلاد کا حکم کیا ہے؟ خواتین کی باپردہ شرکت اور نعت خوانی کرنے اور نہ کرنے ہر دو صورت کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس میں شک وشبہہ کی ادنی گنجائش بھی نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ عشق وعقیدت اور محبت عین ایمان ہے اور آپ ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات وواقعات اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال کو پیش کرنا باعث نزول رحمت خداوندی ہے اور ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات کو معلوم کرے اور ان کو مشعلِ راہ بنائے سال کے ہر مہینے میں اور ہر مہینے کے ہر ہفتے میں اور ہفتے کے ہر دن میں اور دن کے ہر گھنٹہ اور منٹ میں کوئی وقت ایسا نہیں کہ جس میں آپ ﷺ کی زندگی کے حالات بیان کرنا اور سننا ممنوع ہو، یہ بات محلِ نزاع واشکال نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ربیع الاول کے مہینے کو مقرر کر کے اس میں میلاد منانا، محفل اور مجلس منعقد کرنا، جلوس نکالنا یا اسی مہینے اور اس میں خاص تاریخ کو مخصوص کر کے فقراء ومساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ امور آنحضرت ﷺ اور حضراتِ صحابہ کرام ؓ اور اہل خیر قرون سے ثابت ہیں؟ اگر ثابت ہیں تو کسی مسلمان کو اس میں پس وپیش کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں، کیونکہ جو کچھ انھوں نے فعلاً یا ترکاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی ہے۔

آپ ﷺ نبوت کے بعد تئیس سال تک قوم میں زندہ رہے پھر تیس سال خلافتِ راشدہ کے گزرے ہیں پھر ایک سو دس ہجری تک حضراتِ صحابہ کرام ؓ کا دور رہا ہے کم وبیش دوسو بیس برس تک تبع تابعین رحمہم اللہ تعالی کا زمانہ تھا، عشق ان میں کامل تھا، محبت ان میں زیادہ تھی، آنحضرت ﷺ کا احترام وتعظیم ان سے بڑھ کر کون کرسکتا ہے، ان سب کچھ کے باوجود

ان حضرات سے محفلِ میلاد وغیرہ اور مذکورہ بالا امور اس مہینہ میں ثابت نہیں ، جب خیر القرون سے اس کا ثبوت نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود محرک اور سبب کے یہ مبارک کام اور کارِثواب اس وقت کیوں نہ ہوا؟ اور آج یہ کیسے کارِثواب اور مبارک ہوگیا ہے؟ بلکہ پوری چھ صدیاں گزر چکیں تھیں کہ محفلِ میلاد کی بدعت کا کہیں مسلمانوں میں رواج نہ تھا۔

یہ یاد رہے کہ محفلِ میلاد اور مجلس میلاد اور چیز ہے اور آنحضرت ﷺ کا نفسِ ذکرِ ولادت باسعادت اور چیز ہے......اول بدعت ہے......اور ثانی مندوب ومستحب ہے......فقیہ العصر ابوحنیفۂ ثانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں ''نفسِ ذکرِ ولادت مندوب ہے اور اس میں کراہت قیود کے سبب سے آئی ہے''۔

یہ بھی یاد رہے کہ محفلِ میلاد کی بدعت چھ صدیوں کے بعد ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں ایک مسرف بادشاہ مظفرالدین کوکری اور اس کے ایک رفیق دنیا پرست مولوی ابوالخطاب عمر بن وحیہ نے ایجاد کی اور ہر سال یہ مسرف بادشاہ بیت المال اور رعایا کی لاکھوں کی رقم اس بدعت اور جشن پر صرف کر دیتا تھا۔

(امور متفرق طور پر درج ذیل کتب میں ہیں) ''القول المعتمد فی عمل المولد۔ دول الاسلام ص ۱۰۳ ج ۲، ص ۱۰۴۔ لسان المیز ان ص ۲۹۶/۲۹۵ ج ۴ بحوالہ المنہاج الواضح ص ۱۶۲''۔

خواتین کی شرکت اور نعت خوانی سے اس کی قباحت میں مزید اضافہ ہوجائے گا

بہر حال دونوں صورتوں میں اس میں شرکت اور انتظام کرنا ناجائز اور واجب الترک ہے۔

محفلِ میلاد اور سیرت میں فرق

میلاد کہتے ہیں ولادت اور پیدائش کو......اور محفل کہتے ہیں مجلس کو یعنی آپ ﷺ کی پیدائش سے متعلق امور بیان کرنے کی مجلس آپ ﷺ کس شہر میں پیدا ہوئے تھے کس مہینے

اور دن کو پیدا ہوئے تھے والدہ کا نام کیا تھا والد اور دادا کا نام کیا تھا وغیرہ وغیرہ اوصاف کو بیان کرنا میلاد ہے۔

سیرت کہتے ہیں کردار، کریکٹر اور زندگی گزارنے کے طریقے کو، یعنی آپ ﷺ نے جس طرح زندگی گزاری ہے اس کا نام سیرت طیبہ ہے۔

نمونہ : قرآنِ کریم نے کہا ہے کہ آپ ﷺ تمہارے لیے بہترین اور عمدہ نمونہ ہیں ''**لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ**''[الاحزاب: ۲۱]

نمونہ کس چیز میں؟: آنحضرت ﷺ کی میلاد ہمارے لیے نمونہ ہے یا سیرتِ طیبہ؟ ظاہر ہے کہ میلاد تو نمونہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ہمارے اختیار میں نہیں کہ جہاں آپ ﷺ پیدا ہوئے ہیں، جن کے ہاں پیدا ہوئے ہیں، جس مہینہ، دن اور تاریخ میں پیدا ہوئے ہیں ہم اپنے آپ کو اسی طرح پیدا کریں، لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہی ہمارے لیے نمونہ ہے امت پر لازم ہے کہ شب وروز اس طرح گزاریں جس طرح آپ ﷺ نے گزارے ہیں، احکامِ شریعت پر اس طرح عمل کریں جس طرح آپ ﷺ نے کر کے دکھایا ہے، نمازِ جنازہ، صدقہ خیرات، پڑوسیوں سے حسنِ سلوک وغیرہ وغیرہ زندگی کے تمام شعبوں میں آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو نمونہ سمجھ کر عمل کریں۔

محفلِ میلاد کی تاریخ

اس سلسلے میں دو باتیں یاد رکھیں :

(۱) آپ ﷺ کی ولادت کا نفسِ ذکر کرنا یہ الگ چیز ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں بلکہ مستحب اور ثواب ہے اور ایک ہے میلاد اور ولادت کے ذکر کے لیے محفلوں، جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کرنا اور ان میں غیر ضروری روشنی کرنا بلکہ حکومت اور عوام کی بجلی چوری کرنا شرکیہ اشعار پڑھنا، مرد وخواتین کو جمع کرنا بلکہ خواتین سے بھی اشعار پڑھوانا یہ الگ چیز ہے

جس کا اہتمام نہ تو خود آپ ﷺ نے کیا نہ ہی تیس سالہ دورِ خلافتِ راشدہ میں کیا گیا نہ ہی ایک سو دس سالہ دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوا بلکہ چھ سو سال تک اس قسم کے جلسوں جلوسوں کا نام ونشان کہیں بھی مسلمانوں میں نہیں ملتا، لہٰذا یہ سب امور بدعت اور ناجائز ہیں جن سے اجتناب ہر مسلمان پر لازم ہے۔

(۲) تاریخِ ابن خلکان وغیرہ میں ہے کہ محفلِ میلاد کی بدعت سب سے پہلے ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں ایک مسرف بادشاہ کے حکم سے ایجاد ہوئی جس کا نام مظفر الدین تھا (تفصیل کے لیے راہِ سنت ملاحظہ ہو)۔

لمحۂ فکریہ! سڑکوں کے کناروں پر جھنڈیاں اور بلب، قمقمے لگوا کر ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرنے کو اسراف، فضول خرچی کے سوا ایک منصف مزاج مسلمان اور کیا سمجھ سکتا ہے؟ بازاروں میں لاؤڈ اسپیکر لگا کر رات دن نعتیں اور نظمیں پڑھنا کیا توہین نہیں؟

الحاصل : اصل اور اہم چیز آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ہے اسی سیرت کو منوانے کے لیے ہجرت، جنگِ بدر، احد، احزاب وغیرہ وغیرہ ہوئیں اور آپ ﷺ کا مبارک خون بہا، دانت مبارک شہید ہوئے نہ کہ میلاد منوانے کے لیے، لہٰذا سال کے ہر مہینہ اور دن میں سیرتِ طیبہ کی مجالس اور اپنانے کا اہتمام ہر مسلمان پر لازم ہے۔

ماہِ رجب

کونڈوں کا حکم

کونڈوں کی مروجہ رسم دشمنانِ صحابہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لئے ایجاد کی ہے۔ ۲۲/ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے۔ (طبری۔ استیعاب) ۲۲/ رجب کا حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں، نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ ہی وفات، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۸/ رمضان

۸۰ھ یا ۸۳ھ کی ہے اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی، شیعہ مسلمانوں سے مغلوب وخائف تھے اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی اعلانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جا کر اسی جگہ یہ شیرینی کھالی جائے جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی اور مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں جب اسکا چرچا ہوا تو اسکو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔

۲۷ رجب کا روزہ

(۱) اس کا ثبوت نہیں۔

(۲) کئی احادیث وآثار سے اس کی ممانعت آئی ہے۔

(۳) جن بعض روایات میں اس روزے کی فضیلت کا ذکر ہے وہ ضعیف اور ناقابلِ عمل ہیں۔

(۴) اس میں مذہبِ شیعہ کی تائید ہے کیونکہ وہ ابتداء وحی اور معراج کو یقینی طور پر ''۲۷'' رجب کو سمجھتے ہیں، جبکہ یہ غلط ہے۔

شبِ معراج اور اس سے متعلق چند غلط نظریات

(۱) ۲۷ رجب کو یقینی طور پر شبِ معراج سمجھا جاتا ہے، جبکہ یہ صحیح نہیں۔

(۲) اس کو عبادت کی رات سمجھی جاتا ہے۔

(۳) اس میں عبادت کی مخصوص صورتوں کی تعیین کی جاتی ہے، جبکہ یہ دونوں غلط ہیں۔

پہلی بات: اسکے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شبِ معراج کے واقعہ میں کئی قسم کے اختلافات ہیں۔

(۱) مَبدأ میں اختلاف: اس میں پانچ اقوال ہیں:

☆ آپ ﷺ کے گھر سے معراج شروع ہوا
☆ اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے شروع ہوا
☆ حرم سے شروع ہوا
☆ قریب حجر اسود سے شروع ہوا
☆ بین المقام والزمزم سے شروع ہوا

(۲) سال اور اسکے اجزاء میں اختلاف: اس میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

☆ قبل البعثۃ ☆ بعد البعثۃ ☆ ایک سال چھ ماہ کے بعد
☆ سن ۵ نبوی ☆ سن ۶ نبوی ☆ پانچ سال بعد
☆ دس سال بعد ☆ دس سال تین ماہ بعد ☆ قبل الہجرۃ
☆ بعد الہجرۃ

(۳) ماہ میں اختلاف: اسمیں آٹھ اقوال ہیں:

☆ محرم ☆ ربیع الاول ☆ رجب ☆ رمضان
☆ شوال ☆ ذی القعدہ ☆ ذی الحجۃ ☆ ۲۷ ربیع الآخر
☆ ۲۷ رجب ☆ ۱۷ رمضان ☆ ۲۷ شوال

(۴) تاریخ میں اختلاف: اس میں نو سے زائد اقوال ہیں:

☆ ۱۲ ربیع الاول ☆ ۱۷ ربیع الاول ☆ ۱۷ ربیع الآخر ☆ ۲۷ ربیع الآخر

☆ ۲۷ رجب ☆ ۱۷ رمضان ☆ ۲۷ رمضان ☆ ۲۷ شوال

(۵) دن میں اختلاف: اس میں تین اقوال ہیں:

☆ جمعہ ☆ ہفتہ ☆ پیر

یاد رکھیے! ان اقوال میں سے کسی کے لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔ اور نہ ہی ان میں سے کوئی قول کسی صحیح اور مضبوط دلیل پر مبنی ہے۔ سب تخمینے اور اندازے ہیں۔

اشکال: اتنا اہم واقعہ...... پھر اختلاف کیوں؟

جواب: چونکہ اس تاریخ کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ تھا اس وجہ سے نہ تو آپ ﷺ نے اسے اہتمام سے بتایا اور نہ ہی حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا...... بلکہ موجبِ فساد و بدعات ہونے کی وجہ سے اس کو فراموش کر دیا۔

اشکال: ۲۷ رجب کی شہرت کی وجہ کیا ہے؟

جواب: یہ روافض اور شیعہ کا اثر ہے چونکہ وہ اس تاریخ کو مبدأ وحی اور تاریخِ معراج یقیناً سمجھتے ہیں جیسا کہ ان کی کتاب "تحفۃ العوام" میں ہے۔ انہوں نے مسلمانوں میں بھی انتہائی چالاکی اور عیاری سے اس نظریہ کو پھیلایا اور اس میں کامیاب ہوئے۔

دوسری بات کی تردید: چونکہ شرعاً اس میں کوئی عبادت نہیں اس لئے اس کی تخصیص بدعت ہوگی۔

تیسری بات کی تردید: جب اس رات میں کوئی خاص عبادت ثابت نہیں تو عبادت کے مخصوص طریقے اور قسمیں بطریقِ اولیٰ غیر ثابت اور بدعت ہوں گے۔

حلیم اور حلوے وغیرہ طعام کے ایصالِ ثواب کے لئے محرم و ربیع الاول کی تخصیص بدعت ہے

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ اس عنوان سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں : اس کام (یعنی طعام کے ایصالِ ثواب) کے لئے وقت، دن اور مہینہ مقرر کرنا بدعت ہے، البتہ اگر (شرع میں) کسی وقت میں عمل پر زیادہ ثواب وارد ہو جیسے رمضان کا مہینہ ہے کہ اس میں مؤمن کے عمل کا ثواب ستر گنا زیادہ ہو جاتا ہے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے، بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر وہ چیز جس کی ترغیب اور وقت کی تعیین صاحب شرع ﷺ سے ثابت نہ ہو، وہ فعل عبث ہے اور سرورِ عالم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے اور خلافِ سنت کام حرام ہوتا ہے، لہٰذا یہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اگر کسی کا دل صدقہ کرنا چاہتا ہے تو وہ بدونِ تعیین ہر دن مخفی صدقہ کرے تاکہ ریا و نمود اور شہرت سے بچا رہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۹۳، بحوالہ المنہاج صفحہ ۱۶۹)

ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں

ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں دو ہیں۔

(۱) ماہ، تاریخ اور دن کی تعیین و تخصیص کے بغیر نقد رقم کسی کارِ خیر میں لگادی جائے یا کسی مسکین کو دے دی جائے [illegible] سے مسکین ہر ضرورت پوری کرسکتا ہے اور مستقبل کی ضروریات کے لیے رکھ بھی سکتا ہے۔ نیز یہ صورت ریا و نمود سے پاک ہے، حدیث میں ہے کہ مخفی صدقہ دینے والے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

(۲) مسکین کی حاجت کے مطابق اسے صدقہ دیا جائے، کپڑے کی ضرورت ہے تو کپڑا، دوا کی حاجت ہے تو دوا اور اگر کھانے کی حاجت ہے تو کھانا دیا جائے۔

حضرت مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم سے ٹیلیفون پر مسائل پوچھنے کے اوقات

صبح 11:30 تا 12:30، دوپہر 03:00 تا 05:00 اور بعد عشاء 09:30 تا 10:30

رابطہ نمبر 0333-2226051

﴿تعمیر معاشرہ﴾

ہمارے جامعہ میں اس شعبے کا قیام اس عظیم مقصد کے لئے کیا گیا ہے تاکہ عام مسلمانوں کو مستند کتابوں اور کیسٹوں کے ذریعے صحیح عقائد اور اعمال سے روشناس کرا کے، ان کو باطل نظریات اور اعمال سے بچایا جائے۔ اور عین اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جنت کے حقدار بن جائیں اور جہنم سے چھٹکارا پائیں۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا :

و اللہ لأن یھدی اللہ بک رجلاً خیر لک من أن یکون لک حمر النعم (البخاری ۱/۴۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! البتہ یہ بات کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے کسی شخص کو ہدایت دے، یہ آپ کے لئے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

اگر آپ ہمارے ساتھ مل کر اس شعبہ میں امت کی خیرخواہی کا کام کرنا چاہتے ہیں تو ان صورتوں کو اختیار کر سکتے ہیں : (۱) صراطِ مستقیم کورس (ہر اتوار کو بعد نمازِ مغرب جامعہ کی مسجد میں آدھے گھنٹے کا ایک کورس کرایا جاتا ہے، جس میں فرقِ باطلہ سے متعلق عوام کو ضروری معلومات دی جاتی ہیں اس) میں خود شرکت کرنا اور دوسروں کو شرکت کی دعوت دینا، (۲) اپنے محلّہ میں کچھ وقت نکال کر اس مقصد کے لئے دوسروں سے ملنا، (۳) اصلاحِ معاشرہ کے نام سے لائبریری قائم کرنا، (۴) خود مالی تعاون کرنا، (۵) دوسروں کو مالی تعاون کی دعوت دینا۔

شعبہ تعمیرِ معاشرہ زیرِ انتظام

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مدنی کالونی ماری پور ہاکس بے روڈ، کراچی

موبائل : 03332226051 ، 03332117851